تاثرات

قاہرہ میں مُسلم سکالرز کا ایک بین اقوامی اجتماع

دُنیائے اسلام کی قدیم اور معروف یونیورسٹی جامعہ ازہر میں "دُنیا کی مُسلم آبادی سے متعلق عالمی مرکز" نے جولائی میں بین اقوامی اجتماع کا اہتمام کیا جو ۱۸ جولائی سے ۲۳ جولائی تک جاری رہا، اس اجتماع میں نہ صرف مسلم ممالک کے سکالرز نے حصّہ لیا، بلکہ غیر مسلم ممالک میں بسنے والی مسلم اقلیتوں کے نمائندے بھی شریک ہوئے، وسطِ ایشیا اور چین کے اہل علم بھی موجود تھے۔

کانفرنس میں موضوع سخن تھا "مسلم ممالک کی بڑھتی ہوئی آبادی اور تعلیم و صحت اور سوسائٹی پر اس کے اثرات"۔ اس کانفرنس میں ایک بڑی تعداد خود علمائے ازہر سے تعلق رکھتی تھی، جو مصر کے مختلف علاقوں میں وعظ و ارشاد کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ پاکستان میں خاندانی منصوبہ بندی کی معروف اور متحرک تنظیم 'پاسبان' کی طرف سے راقم (رشید احمد) شریک اجتماع تھا۔

سکالرز کے قیام کا انتظام قاہرہ کے جدید علاقے کے ایک نفیس ہوٹل 'بازون' میں کیا گیا تھا، جو صفائی، خدمت اور اہلیت میں عالمی معیار پر پورا اترتا تھا۔ کانفرنس کا افتتاح ۱۸ جولائی کو حضرت شیخ الازہر ڈاکٹر علی جاد الحق نے کیا اور ۲۳ جولائی کو اختتامی اجلاس جامعہ ازہر کے وائس چانسلر کی پُراثر تقریر پر ختم ہوا۔ جامعہ ازہر نے بیرونی مہمانوں کی میزبانی کے فرائض خوش اسلوبی سے سرانجام دیے، جس پر سب لوگ اہلِ ازہر کے ممنون تھے۔

کانفرنس کی فضا عمومی طور پر سنجیدہ رہی، البتہ ترکی مندوب ڈاکٹر حسین اتائی—

جو انقرہ یونیورسٹی میں علم کلام کے پروفیسر ہیں ـــــ کی تقریر پر بعض علما نے چند لمحوں کے لیے جذباتی موقف اختیار کیا۔ ڈاکٹر موصوف نے اپنی تقریر میں مسلمانوں کے انحطاط و زوال کا ذکر کرتے ہوئے حکام، علمائے جامدین اور صوفیا کو اس کا ذمہ دار قرار دیا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ فقہائے متاخرین اور صوفیا کا طرزِ تفکیر اور طرزِ عمل قرآن مجید کی روح سے جو حرکی اور انسانی وقار و حریت کی پاسبان ہے، متصادم تھا۔ ڈاکٹر موصوف نے ترکی میں شرح آبادی میں کمی کے مسئلے پر سرکاری کوششوں کا بھی مفصل تذکرہ کیا۔ آخر میں ان کے عمومی خیالات پر جو حکام، علما اور صوفیا سے متعلق تھے، پرسکون بحث بھی ہوئی۔

کانفرنس نے اس بات پر زور دیا کہ مسلم معاشروں کو نہایت دقتِ نظر اور بالغ نظری سے کام لیتے ہوئے علمی اور اخلاقی بنیادوں پر منتظم ہونا چاہیے، اور روحِ عصر سے کسی صورت میں بھی تغافل نہیں کرنا چاہیے۔

بے شبہ تاریخ نے اس حقیقت کو آشکارا کر دیا ہے کہ قوموں کی عظمت کا راز آبادی کی کثرت یا قلت یا انبوہ اور بھیڑ پر منحصر نہیں ہے، ان کی بڑائی کا راز علم و دانش سے لگاؤ، معاشرے اور بنی نوع انسان کی خدمت میں مضمر ہے۔ اس اجتماع میں جس شخصیت نے سب کو اپنے علمی لب و لہجہ، شگفتہ اسلوبِ بیان اور سنجیدہ دلائل سے متاثر کیا، وہ حضرت شیخ محمد الغزالی کی شخصیت تھی جو آج کل مصر کی انتہا پسند مذہبی جماعت (الجماعۃ الاسلامیہ) کے نزدیک سیکولر اور قابلِ مذمت شمار ہوتی ہے۔

حضرت شیخ نے کئی اجتماعات کی صدارت کی اور اپنی تقریر کے ٹھہراؤ، توازن اور اعتدال سے اہلِ محفل سے خوب خوب داد لی۔ حضرت شیخ کا کہنا تھا کہ ہمارے اجتماعی مسائل کا حل جذباتی نعرے نہیں، بلکہ زندگی کے تلخ حقائق کا اور دینی اقدار کا صحیح ادراک ہے۔ ہمیں مغرب کو اپنا حریف تصور نہیں کرنا چاہیے۔ سیاست، معیشت اور اجتماع میں اس کے تجربوں سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ اس نے جس محنت اور سعی پیہم سے اپنے معاشروں میں سیاسی، قانونی اور معاشی استحکام پیدا کیا ہے، اس استحکام کو ہمیں بھی علمی اور اخلاقی بنیادوں پر حاصل کرنا چاہیے۔ حضرت شیخ کا نظریہ یہ ہے

کہ حالیہ وقت میں اسلام یا مسلمانوں کے بارے میں مغرب کے معاندانہ رویّے کا ایک سبب اسلام کے بارے میں ہمارا اپنا طرزِ عمل بھی ہے۔ اسلام ایک ترقی پسند مذہب ہے، جو نئے وقت کے جلو میں آنے والے ہر نئے مسئلے کا جواب دے سکتا ہے، بشرطیکہ ہم قرآن مجید، سنت رسول ؐ اور اسلامی اثاثے کی اخلاص سے حفاظت کریں اور غور و تفکر اور اجتہاد سے کام لیں۔ حضرت شیخ کے طرزِ فکر اور اندازِ بیان سے ہمیں علامہ اقبال مرحوم کے طرزِ فکر سے مماثلت کا شدت سے احساس ہوتا ہے۔ علامہ کے چھ انگریزی لیکچرز کا عربی زبان میں بہت پہلے ترجمہ ہو چکا ہے اور قاہرہ کے اہلِ علم نے ان سے استفادہ بھی کیا ہے۔ بالخصوص مرحوم ڈاکٹر احمد امین ان سے متاثر ہوتے ہیں، کچھ تعجب نہیں کہ یہ لیکچرز حضرت شیخ الغزالی کے بھی زیرِ مطالعہ رہے ہوں۔

موجودہ وقت میں مسلم ممالک میں تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی پر کانفرنس نے خالص علمی نقطۂ نظر سے بحث کی۔ ہماری تعلیمی اور اقتصادی زندگی پر اس کے اثرات بھی زیرِ بحث آئے اور بتایا گیا کہ انسانی وقار، خاندان کا علمی اور معاشی مفاد، خاص کر ماں کی جسمانی اور ذہنی صحت ان تمام امور کے اہتمام پر اسلام نے زور دیا ہے چنانچہ مسلمانوں کو اس امر پر غور کرنا چاہیے کہ غیر منظم زندگی، اور آبادی میں شرح پیدائش کی حالیہ رفتار ان بنیادی امور (انسانی وقار، خاندان کا معاشی مفاد اور ماں کی صحت) پر کس حد تک اثر انداز ہوئی ہے۔ کانفرنس میں اس بات کا بار بار ذکر آیا کہ اسلام کے صدرِ اوّل میں کثرتِ عیال سے بچنے کے لیے 'عزل' کا طریقہ رائج تھا، جس کے بارے میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متفقہ روایات موجود ہیں۔ البتہ اس بات کا بھی صراحت سے ذکر کیا گیا کہ یہ کام — شرح پیدائش میں کمی — رضاکارانہ طور پر ہونا چاہیے — جبر و اکراہ یا سرکاری طاقت کا سہارا نہیں لینا چاہیے۔

یہاں اس بات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ آج پوری دنیا میں، خاص کر اسلامی ممالک میں تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کو انسانی تمدّن کے لیے خطرہ تصور کیا جا رہا ہے۔ آج سے تقریباً ایک صدی پہلے علامہ اقبال کی پیغمبرانہ نگاہ نے اس خطرے

کو بھانپ لیا تھا کہ شرحِ پیدائش میں یہ اضافہ (اس وقت کے برّصغیر میں) انسانی تہذیب اور معیارِ زندگی کے لیے خطرناک ثابت ہوگا (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو علامہ کی کتاب علم الاقتصاد)

قاہرہ یاترا کا ایک بڑا سبب قاہرہ کے جدید رجحانات کا جائزہ لینا تھا۔ فقیر نے اسے ۱۹۶۰ء میں چھوڑا تھا، جب مرحوم جمال عبدالناصر کی متحرک اور انقلابی شخصیت مشرقِ وسطیٰ میں مغرب کے سیاسی تسلط کو برابر چیلنج کر رہی تھی۔ پھر ۱۹۷۱ء میں جانا ہوا، جب انورالسادات وقت سے سمجھوتہ کرنے کے لیے میدان ہموار کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر مسرت ہوئی کہ حسنی مبارک پھونک پھونک کر قدم رکھ رہے ہیں، اور جوش کے بجائے ہوش سے کام لے رہے ہیں۔ البتہ یہ دیکھ کر دکھ ہوا کہ آبادی میں غیر معمولی اضافے نے زندگی کو مشکل بنا دیا ہے۔ نیز یہ کہ ایک انتہا پسند مذہبی جماعت (الجماعۃ الاسلامیہ) کی وجہ سے سوسائٹی میں قلق و اضطراب پایا جاتا ہے۔ اخبارات اور رسائل برابر الارہاب اور التطرف الدینی، کے نام سے مضامین شائع کر رہے ہیں۔ 'الاہرام' میں چھپنے والے مضامین میں کہا گیا ہے کہ مصری قوم اپنے مزاج اور تہذیب و ثقافت کے اعتبار سے مذہبی فرقہ واریت اور انتہا پسندی سے ہمیشہ دور رہی ہے۔ اس لیے موجودہ بحران کا سیاسی، اجتماعی اور اقتصادی تناظر میں جائزہ لینا چاہیے۔ یہ بحران دراصل ہمارے اقتصادی اور اجتماعی مسائل کا ردِّ عمل ہے۔ ان اخبارات نے اس خدشے کا بھی اظہار کیا ہے کہ اسرائیل اس قسم کی انتہا پسندی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے مصر کو دو حصوں — مسلم مصر اور عیسائی مصر — میں تقسیم کرنے کی سازش کر رہا ہے۔ یہاں یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ مصر کے علاقہ السیوط میں بہت سے قبطی عیسائی باشندے 'الجماعۃ الاسلامیہ' کے ہاتھوں قتل ہو چکے ہیں، جس پر اس علاقے میں وسیع پیمانے پر گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں اور مصری اسمبلی میں قانون الارہاب کے مسودے پر بحثیں بھی ہوئی ہیں۔

مصر میں جدید رجحانات پر کتابیں بھی بازار میں دستیاب ہیں، بعض کتابیں ہم نے بھی خریدیں۔

واقعہ یہ ہے کہ آج مشرقِ وسطیٰ اور پاکستان ایک نازک دور سے گزر رہے ہیں۔ لسانی، نسلی، انتہاپسندی (مذہبی) اور اجتماعی مسائل۔ مثلاً رشوت، غبن، قتل و غارت، خواتین اور قانون کی بے حرمتی — نے ہمیں جس مقام پر لا کھڑا کیا ہے، وہاں مسائل کا حل نعروں، جذباتی بیانات، شاعرانہ تعلّی اور سطحی مذہبی خوش عقیدگی میں نہیں، بلکہ سنجیدہ سوچ بچار میں مضمر ہے۔ ہمیں زندگی کے تلخ حقائق کو ان کے اجتماعی اور اقتصادی تناظر میں دیکھ کر عوام الناس کی محرومیوں اور مایوسیوں کا مداوا کرنا ہوگا۔ اور یہ مقدس مشن خدا ترسی، حق پرستی اور ملک و ملت کی خدمت کے گہرے جذبات سے سرشار ہو کر ہی سرانجام دیا جا سکتا ہے۔

(رشید احمد جالندھری)